بحث و نظر

قرآن کریم میں پرندوں سے استشہاد

ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی

اللہ تعالیٰ نے بے شمار جان داروں کو پیدا کیا ہے۔ اس کی تخلیق کے کرشمے ان گنت ہیں۔ اس نے صرف ایک دنیا کے خالق کے طور پر اپنا تعارف نہیں کرایا ہے، بلکہ خود کو بہت سی دنیاؤں کا خالق کہا ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ۔ (الفاتحہ ۔۱)

اللہ تعالیٰ کی بے شمار تخلیقات میں پرندوں کی تخلیق بھی ہے۔ پرندوں کی انواع و اقسام اتنی زیادہ اور متنوع ہیں کہ وہ اپنے آپ میں خود ایک دنیا ہے۔ انسانوں سے قریب بھی اور انسانوں سے ملتی جلتی بھی۔ اب تک پرندوں کی آٹھ ہزار چھ سو نسلیں دریافت کی جا چکی ہیں۔ اگر اس میں علاقائی نسلوں اور ذیلی اقسام کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد تیس ہزار تک پہنچتی ہے اور نہ معلوم کتنی نسلیں ابھی احاطۂ دریافت سے باہر ہیں [۱]

پرندے اپنی ساخت، مزاج، جسمانی حرارت، خوراک، عادات، دلچسپیوں، مصروفیتوں، ضرورتوں اور اپنے ماحول و مسکن کے لحاظ سے ہمیشہ سے انسان کی توجہ کا مرکز بنے رہے ہیں۔ اگر پیدائشی اور حیاتیاتی بناوٹ میں وہ انسانوں سے مختلف ہیں تو ضرورتوں، عادتوں اور خواہشوں میں انسان کے مماثل بھی ہیں۔ پرندوں میں نظم وضبط اور اجتماعیت بھی انسانوں سے ملتی جلتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو اپنی تخلیق کا نمونہ بنا کر انسانوں کے سامنے پیش کیا ہے اور ان کے مطالعہ، مشاہدہ، استفادہ اور سبق آموزی کی دعوت دی ہے۔ قرآن میں ہے:

وَمَامِنْ دَآبَّۃٍ فِی الاَرْضِ وَلَاطٰٓئِرٍ	زمین میں چلنے والا کوئی جانور اور ہوا میں

يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ (الانعام: ۳۸)
اپنے پروں سے اڑنے والا کوئی پرندہ ایسا نہیں جو تمھاری طرح امت نہ ہو۔

پرندوں کی حیات، خصوصیات، عادات واطوار اور افزائشِ نسل پر تحقیق کرنے والوں نے بڑی عجیب اور دلچسپ باتوں کا انکشاف کیا ہے۔ اس انکشاف سے قرآن کی مذکورہ آیت کے نت نئے زاویے روشن ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر انسانوں میں اجتماعیت، نظم وضبط اور قیادت کی جو شعوری کوششیں ہوتی ہیں قدرت نے پرندوں کی جبلت میں وہ صلاحیت ودیعت کی ہے، مثلاً قاز پرندہ جب جھنڈ کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ہجرت کرتا ہے تو جو قاز بطورِ قائد سب سے آگے ہوتا ہے وہ ہوا کے دباؤ کو سب سے زیادہ محسوس کرتا ہے اور جب تھک جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور دوسرا قاز پرندہ قیادت سنبھال لیتا ہے۔ جو پرندے پیچھے ہوتے ہیں وہ مسلسل آوازیں نکالتے ہیں، تاکہ رفتار برقرار رہے۔ اگر کوئی قاز دورانِ سفر بیمار ہو جائے، یا زخمی ہو جائے، یا کسی حادثے کا شکار ہو جائے اور زمین کی طرف گرنے لگے تو دو قاز اس کے ساتھ زمین کی طرف اس کی مدد کے لئے آتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں، تا آں کہ وہ صحت یاب ہو جائے، یا مر جائے۔ اس کے بعد ہی دونوں پرندے اپنے سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ [۲]

پرندوں کی اڑان اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے

یہ پرندے جو کبھی پَر پھیلائے ہوئے اور کبھی پَر سمیٹے ہوئے فضا میں اڑتے ہیں، چکر لگاتے ہیں اور لٹکے ہوئے نظر آتے ہیں، حسنِ فطرت کا شاہ کار ہیں۔ ان کو خدا کی قدرت فضا میں معلّق رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کا مشاہدہ کرنے اور ان سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىْ جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
کیا یہ لوگ ان پرندوں کو نہیں دیکھتے جو فضا میں معلّق ہیں۔ ان کو اللہ ہی کی قدرت روکے ہوئے ہے۔ بے شک

يُؤْمِنُونَ (النحل:۷۹) اس میں نشانی ہے مومنوں کے لئے۔

اسی کرشمۂ الٰہی کا تذکرہ دوسری جگہ قرآن میں اس طرح آیا ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ ،مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ (الملک:۱۹)	کیا یہ اپنے اوپر اُڑتے ہوئے پرندوں کو پَر پھیلائے اور سمیٹے نہیں دیکھتے۔ ان کو رحمٰن ہی روکے ہوئے ہے۔ وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

قدرت نے ان پرندوں کو تہہ دار پروں سے نوازا ہے جو ان کو موسمی انتہاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان کو قوتِ پرواز بھی عطا کرتے ہیں۔ عام طور پر پَروں کی تین تہیں ان میں پائی جاتی ہیں۔[۳]

یہ پرندے لمحہ دو لمحہ نہیں، بلکہ گھنٹوں اور ہفتوں ہوا میں پرواز کر سکتے ہیں۔ نقلِ مکانی کرنے والے پرندے زمین پر اترے اور کسی پیڑ یا پہاڑ پر دم لیے بغیر بھی ایک مقام سے دوسرے مقام کا مسلسل سفر کرتے ہیں۔ چناں چہ مشرقی سائبیریا کا ایک پرندہ پلوور (PLOVER) موسم سرما میں جنوب کی طرف ہوائی (HEWAII) کے جزیروں میں جاتا ہے۔ چوں کہ راہ میں کوئی اور جزیرہ یا خشکی کا کنارہ نہیں ہے، اس لئے اس کا تمام سفر بلا رکے ہوئے بحرالکاہل پر پرواز کر کے ہوتا ہے۔ چوں کہ یہ زمینی پرندہ تیرنا نہیں جانتا، اس لئے ڈھائی ہزار میل کا لمبا سفر ایک اڑان میں اور ۸۸ گھنٹوں میں مکمل کرتا ہے۔ تجربہ کے طور پر ایک پرندہ کو ویلز میں پکڑ کر اس کی ٹانگ میں رِنگ ڈالی گئی اور اسے بوستان، امریکہ میں لے جا کر چھوڑا گیا، ساڑھے بارہ دن کے بعد وہ تین ہزار میل سمندر کے اوپر سے گزر کر، جہاں کوئی نشانِ راہ نہ تھا، واپس اپنے گھر پہنچ گیا۔[۴]

اسی طرح بحرِ منجمد شمالی کا ایک پرندہ انٹک ٹرن (ANTICTERN) موسمِ سرما میں گرین لینڈ اور بحرِ اوقیانوس سے پرواز کرتا ہوا برطانیہ، اسپین اور وہاں سے ساحلِ افریقہ سے گزرتا ہوا بحرِ منجمد جنوبی میں پہنچ جاتا ہے اور موسمِ گرما گزار کر دوبارہ ۲۶ ہزار میل کا سفر مکمل کر کے بحرِ منجمد شمالی میں اپنے گھونسلوں میں واپس آجاتا ہے۔ یہ راہ

میں رکتا ہوا جاتا ہے۔ ۵

خود ہندوستان کے مختلف خطوں کی جھیلوں میں سائبریا سے نقلِ مکانی کر کے آنے والے ۳۵۰ قسم کے پرندے تقریباً سات ہزار کلومیٹر کا لمبا سفر طے کرتے ہیں اور گرمی کے موسم میں اسی رفتار سے واپس چلے جاتے ہیں۔ ٦

ایک ملک سے دوسرے ملک کا یہ لمبا سفر ہر سال کسی نقشہ، خوردبین، ریڈار اور انسانی رہنمائی کے بغیر طے کرنے والے یہ پرندے قدرتِ الٰہی کا حیرت انگیز نمونہ ہیں۔

پرندوں کے جسم کی بناوٹ، ان کی ہڈیوں اور تہہ دار پروں کی ساخت، ان کے جسم کا درجۂ حرارت، ان کے قد و قامت کا تناسب قدرت نے اس طرح بنایا ہے کہ وہ تیز رفتاری سے ۸ ہزار میٹر تک کی اونچائی پر پرواز کر سکتے ہیں، پھر بھی اپنے جسم کو موسمی تغیرات سے محفوظ رکھتے ہیں، اپنی اڑان پر قابو رکھتے ہیں، گر کر ہلاک نہیں ہوتے اور نہ درجۂ حرارت کے گھٹنے بڑھنے سے متاثر ہوتے ہیں۔ قدرت نے اپنے فیضانِ رحمت سے ان پرندوں کو زندگی کے تحفظ اور قوتِ پرواز کا جو ملکہ دیا ہے اس کی عقدہ کشائی ماہرِ طیور ڈاکٹر سالم نے یوں کی ہے:

''پرندوں کا جسمانی درجۂ حرارت ۳۸ تا ۴۴ ڈگری سیلسیس کے درمیان ہوتا ہے، جو کہ زیادہ تر چوپایوں کے درجۂ حرارت سے زیادہ ہے، اسی کے ساتھ ان کے جسم پر موجود پرَوں کا خول، جو حرارت کی آمد و رفت روکے رکھتا ہے، انہیں بے انتہا سردی یا گرمی میں بھی زندہ رکھنے کی قوّت دیتا ہے، پرندوں میں توانائی تبدیلی کی رفتار (Metabolic Rate) چوپایوں سے زیادہ ہوتی ہے، مگر ان کا جسم پسینہ پیدا کرنے والی قوّت سے محروم رہتا ہے۔ اس صورت میں ان کے جسم سے چھوڑی جانے والی گرمی موسمِ گرما میں بخار اور گرمی کی زیادتی کی وجہ سے ان کی جان بھی لے سکتی ہے، مگر گرمی کی یہ زیادتی ان کے پھیپھڑوں اور جسم میں موجود ہوا کی تھیلیوں میں ضم ہو جاتی ہے۔ پرندوں کے جسم کے مختلف حصّوں میں پائے جانے والے یہ ہوا کے تھیلے اندرونی پسینے کو جذب کرنے کا کام دیتے ہیں۔ جسمانی نمی بھاپ بن کر خون کے ساتھ ان تھیلوں میں آتی ہے اور پھیپھڑوں کے

ذریعے باہر نکل جاتی ہے۔ پرندوں میں ایسی تقریباً ۹ جوڑی ہوا کی تھیلی ہوتی ہیں، جوان کی لمبی اڑان یا پانی میں غوطہ لگانے میں بھی کافی مددگار ثابت ہوتی ہیں'' ے

پرندے بھی اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ نے اسے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسے اللہ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کی تعلیم دی ہے اور انسانوں کا بڑا حصہ یہ کام کرتا ہے، مگر یہ صرف انسان ہی کی خوبی نہیں کہ وہ اللہ کی حمد وتسبیح کرے، دوسری مخلوقات بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہیں، یہاں تک کہ پرندے بھی اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ (النور:۴۱)

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور وہ پرندے جو پَر پھیلائے اڑ رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی نماز وتسبیح کا طریقہ جانتا ہے اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ ان سب سے باخبر ہے۔

اس آیت میں دوسری چیزوں کے ساتھ خاص طور پر پرندوں کی تسبیح کا ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر مخلوق کی نماز اور تسبیح کا اپنا طریقہ ہے جسے اللہ جانتا ہے۔ ضروری نہیں کہ انسان اسے جانے اور سمجھے۔ قرآن میں دوسری جگہ ان مخلوقات کی تسبیح کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (الاسراء:۴۴) انسانو، تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔

مگر یاد رکھنے کی چیز یہ ہے کہ پرندے تکوینی طور اللہ کی حمد وتسبیح کرتے ہیں، ان کو حکم نہیں دیا گیا ہے۔ انسان کو حکم بھی دیا گیا ہے، تو کیوں نہ وہ پرندوں سے سبق لے اور اللہ کی حمد وثنا کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام جب خوش الحانی سے اللہ کی حمد وثنا کرتے تھے تو پرندے بھی ان کے ہم ساز ہو جاتے تھے۔ قرآن پاک میں سورہ انبیاء، سورہ ص اور سورہ سبا

میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ارشاد ہے:

وَسَخَّرنَامَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّافٰعِلِيْنَ (الانبیاء:۷۹)	داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے۔

زندگی کے مختلف مرحلوں میں پرندوں نے انسان کی سبق آموزی کا کام کیا ہے۔ چناں چہ آدم سے لے کر آج تک انسان پرندوں سے زندگی اور کائنات کے رموز سیکھنے میں مدد حاصل کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کی تعلیم و تربیت میں بھی پرندوں کا استعمال کیا ہے۔ موجودعہد میں مطالعہ اور مشاہدہ کی جدید سہولتوں نے سبق آموزی کا دائرہ بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہے۔ بقول اقبال۔

نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مرغ و ماہی

حیات بعد الموت کا فلسفہ پرندوں کے ذریعے سمجھایا گیا

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے ایک مرتبہ یہ التجا کی کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ مجھے اس کی حقیقت دکھا دے۔ اللہ نے پوچھا: ''کیا تجھے میری قدرت پر یقین نہیں ہے؟'' حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: ''بلاشک یقین تو ہے، مگر میں اطمینانِ قلب کی خاطر جاننا چاہتا ہوں۔ تب اللہ نے حکم دیا:

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (البقرۃ:۲۶۰)	چار پرندے لے لو، پھر ان کو اپنے سے مانوس کرلو، پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو، پھر ان کو پکارو، وہ دوڑتے ہوئے تمھارے پاس آجائیں گے، جان لو اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے علامہ ابنِ کثیرؒ نے ان پرندوں کے نام بھی دیے ہیں جن میں کبوتر، مور، مرغ، اور کوا یا مرغابی شامل ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ سمجھا ہے کہ ''ان پرندوں کو ذبح کرکے ان کے اجزائے بدن مختلف پہاڑوں پر رکھ دو'' اور

بعض نے یہ سمجھا ہے کہ ''ان کو زندہ مختلف پہاڑوں پر رکھ دو، پھر آواز دو''۔ جب چند دن کی پرورش کے بعد یہ پرندے تم سے اس حد تک مانوس ہو جاتے ہیں کہ دوُر دراز کے پہاڑوں پر ہوں، تب بھی تمھاری ایک آواز پر دوڑتے ہوئے آجاتے ہیں، حالاں کہ تم نے ان کو صرف سدھایا ہے، پیدا نہیں کیا ہے۔ اسی سے اندازہ کرلو کہ وہ روحیں جن کو تمھارے رب نے پیدا بھی کیا ہے، پرورش بھی کی ہے، وہ جب ان کو پکارے گا اور اپنے یہاں بلائے گا تو کس طرح اپنی قبروں سے نکل کر اس کے پاس دوڑتی ہوئی آجائیں گی۔

حضرت ابراہیمؑ کے مشاہدۂ حیات بعد الموت کے مطالبہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ چوپایوں اور دیگر مخلوقات کو منتخب کرنے کا بھی حکم دے سکتا تھا، مگر پرندوں کا انتخاب غالباً اس لئے کیا گیا کہ پرندے سبک رفتار، کم جسامت اور جلد مانوس ہونے والے ہوتے ہیں۔ پرندوں کو پکڑنے، ان کو سدھانے اور ان کو اپنے استعمال میں لانے کا رجحان ابتدائے زمانے سے انسانوں میں رہا ہے۔ متمدن زندگی سے پہلے انسان جب شکاری زندگی کا عادی تھا، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پرندوں کی اس تمثیل نے حیات بعد الموت کا فلسفہ سمجھانے میں کتنا موثر کردار ادا کیا ہوگا؟ آج بھی طوطا، کبوتر، مرغ، مینا، تیتر اور باز کو سدھا کر ان سے خدمت لینے کا رواج ہمارے سماج میں موجود ہے۔ سدھائے ہوئے پرندے اپنے مالک کی آواز کو پہچانتے ہیں اور اسی طرح اس کا حکم بجالاتے ہیں جیسے وہ عقل وخرد رکھنے والی مخلوق ہوں۔ اسی خصوصیت نے ان کو فلسفہ بعد الموت کی گتھی سمجھانے میں موثر بنادیا۔

مردہ کی تدفین کا طریقہ انسان کو پرندے کے ذریعے سمجھایا گیا

پرندوں کے ذریعے حیات بعد الموت کا فلسفہ ہی نہیں سمجھایا گیا، بلکہ انسانوں کو اپنے مردوں کی تدفین کا طریقہ بھی سکھایا گیا۔ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں (قابیل اور ہابیل) میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہوا۔ قابیل نے دست درازی کرتے ہوئے اپنے بھائی ہابیل کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ غیظ وغضب سے مغلوب ہو کر قتل تو کر بیٹھا، مگر اس کی سمجھ

میں نہ آیا کہ اب اس لاش کا کیا کرے؟ تب اللہ نے ایک کوّے کو قابیل کا معلّم بنا کر بھیجا۔ قرآن میں ہے:

فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَاباً یَّبْحَثُ فِی الاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِی سَوْءَ ۃَ اَخِیْہِ قَالَ یٰوَیْلَتٰی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَاالغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَ ۃَ اَخِی فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ (المائدۃ:۳۱)	پھر اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کھودنے لگا، تا کہ اسے بتائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے؟ یہ دیکھ کر وہ بولا: ہائے افسوس مجھ پر! میں اس کوّے جیسا بننے سے عاجز رہا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپا سکتا، پھر وہ اپنے کیے پر بہت پچھتایا۔

جب قاتل بصیرت سے محروم تھا اور اپنے بھائی کی لاش کو ٹھکانا لگانے کے لئے حیران تھا تب کوّا اس کا معلّم بن کر آیا۔ اس نے زمین کھود کر دفن کرنا سکھایا اور قاتل کو احساس دلایا کہ کوّا اس سے کہیں بہتر ہے جس نے اسے دفن کرنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ پرندہ کی اس رہنمائی کے بعد سے آج تک انسان اسی طریقہ پر عمل کرتا چلا آیا ہے۔ مُردوں کی لاش کو ٹھکانا لگانے کا معقول اور مہذب طریقہ یہی ہے۔

پرندہ کے ذریعے حضرت موسیٰؑ کی تربیت کی گئی

سورۂ کہف میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضر کی ملاقات اور دریائی سفر کا دلچسپ واقعہ مذکور ہے۔ اس قصہ کی مزید تفصیل صحیح بخاری میں آئی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ایک مجمع سے خطاب کر رہے تھے۔ کسی نے پوچھا: ''سب سے بڑا عالم کون ہے؟'' حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا: ''میں''۔ بظاہر یہ جواب غلط نہیں تھا، کیوں کہ نبی سے بڑا عالم کون ہو سکتا ہے؟ مگر اللہ نے اسے ناپسند فرمایا۔ بہتر جواب یہ ہوتا کہ اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ تب اللہ نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ میرے بندے خضر سے دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ ملاقات کرو، وہ تم سے بڑا عالم ہے۔ موسیٰؑ اپنے شاگرد یوشع بن نون کو ساتھ لے کر دریا کے کنارے چلتے رہے۔ ایک جگہ آرام کے لئے رکے تو تھیلی سے مردہ مچھلی

غائب ہوگئی اور سمندر میں چلی گئی۔ پھر اٹھ کر چلتے رہے۔ بھوک لگی تو مچھلی کے بارے میں دریافت کیا۔ شاگرد نے مچھلی غائب ہونے کا واقعہ سنایا اور وہ پلٹ کر اس جگہ آئے تو وہاں حضرت خضر موجود تھے۔ خضر نے ان کو ساتھ لیا اور کشتی میں بیٹھ گئے۔ کشتی دریا میں رواں ہوگئی۔ جس وقت یہ حضرات کشتی میں سفر کر رہے تھے اسی وقت ایک چڑیا آئی، دریا میں چونچ ماری اور اڑ گئی۔ حضرت خضر نے موسیٰؑ کو مخاطب کر کے کہا: ''آپ نے دیکھا، اس پرندے نے دریا میں چونچ ماری، اس کی چونچ کی میں سمندر کا کتنا پانی لگا؟ اللہ نے انسان کو جو علم عطا کیا ہے اس کا تناسب خدا کے علم سے اتنا بھی نہیں جتنا کہ سمندر کے پانی کا پرندہ کی چونچ سے ہے''۔[۸] حضرت موسیٰؑ اللہ کے علم کی وسعت سے آگاہ ضرور تھے، مگر اس موقع پر ان کو جو نصیحت ملی اس میں سائل کے اس سوال کا جواب بھی تھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟

حضرت یوسفؑ نے پرندہ کی تعبیر بتائی

حضرت یوسفؑ کو عفت و پاک دامنی کی سزا میں جب ان کی مالکہ نے جیل بھجوا دیا تو وہاں دو اور قیدی آگئے جن پر بادشاہ کے خلاف سازش کا الزام تھا۔ ان دونوں قیدیوں نے خواب دیکھا اور اس کی تعبیر حضرت یوسفؑ سے پوچھی۔ ایک نے خواب دیکھا کہ وہ شراب نچوڑ رہا ہے اور دوسرے نے دیکھا کہ اس کے سر پر روٹی کا ٹوکرا ہے جس سے پرندے کھا رہے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا: شراب دیکھنے والا تو بری ہو جائے گا اور اپنی نوکری پر بحال ہو کر بادشاہ کے لئے جام و پیمانہ بھرے گا، مگر پرندے کو روٹی کھاتے ہوئے دیکھنے والا سزایاب ہوگا، اس کو پھانسی دی جائے گی اور پرندے اس کی بوٹی نوچ کر کھائیں گے۔ سچ مچ ایسا ہی ہوا۔ حضرت یوسفؑ کو اللہ نے خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا تھا۔ اس دائرہ میں پرندے کا آنا بھی ان کی معلومات کا حصہ تھا۔

حضرت عیسیٰؑ کو پرندہ کی تخلیق کا معجزہ ملا تھا

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بہت سے معجزات عطا فرمائے تھے۔ گھروں میں

جمع کی ہوئی چیزوں کا علم رکھنا، اندھے اور کوڑھی کو شفایاب کرنا، مُردوں کو زندہ کرنا اور پرندوں کو حیات دینا وغیرہ۔ بلکہ پیدائش سے وفات تک حضرت عیسیٰؑ کی زندگی خود ایک معجزہ تھی۔ قرآن میں ان کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے:

اَنِّی اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْراً بِاِذْنِ اللّٰهِ (آل عمران:۴۹)	میں تمھارے لئے پرندوں کی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

قرآن میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ وہ پرندہ، جو حضرت عیسیٰؑ تخلیق کرتے تھے، حقیقی پرندوں کی طرح اڑ جاتا تھا اور افزائش نسل کرتا تھا، یا بننے کے بعد ختم ہو جاتا تھا۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی انسان یا حیوان کی تخلیق کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ قرآن میں اس کے بارے میں یہ مذکور ہے۔ البتہ ان کے معجزات میں پرندہ سازی کا تذکرہ متعدد مقامات پر موجود ہے۔ پرندوں کی شکل بنانا اگرچہ آسان ہے، مگر روح پھوکنا ناممکنات میں سے ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے معجزے نے اس کو طیارہ کی طرح ممکن بنا کر پیش کر دیا۔

حضرت سلیمانؑ کو پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں

حضرت سلیمانؑ کی قوّت و شوکت کا تذکرہ بائبل اور قرآن دونوں میں موجود ہے۔ ان کی برّی، بحری اور فضائی فوجوں میں جن و انس اور پرندے شامل تھے۔ یہ تینوں مخلوقات ان کے تابع فرمان تھیں اور وہ پرندوں کی بولیاں بھی سمجھتے تھے۔ سورۂ نمل میں ان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ (النمل:۱۶)	سلیمانؑ نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں اور ہمیں ہر طرح کی چیزیں دی گئیں۔

بعض مفسرین نے یہ سمجھ کر کہ پرندوں کی بولی انسان کی سمجھ سے باہر ہے،

منطق الطیر کی تفسیر تیز رفتار گھڑ سواروں سے کی، لسانی طور پر جس کا کوئی جواز نہیں۔ عقلی اور سائنسی لحاظ سے پرندوں کی بولیاں، ان کی عادات واطوار اور دلچسپیوں کو سمجھنا اور ان کو اپنے کام کے لئے استعمال کرنا سب کچھ ممکن ہے۔ پرندوں کے عالمی شہرت یافتہ ماہرِ طیور ڈاکٹر سالم علی نے اپنی کتاب The Book of Indian Birds میں لکھا ہے:

''بسا اوقات انسان بھی پرندوں کی زبان سمجھ سکتا ہے۔ اگر کسی پرندے کا دیر تک مشاہدہ کیا جائے تو ان کی بہت سی باتیں سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ اور شاید حضرت سلیمانؑ کا بھی ایسا ہی تجربہ رہا ہوگا'' ۹

ڈاکٹر سالم علی کے ممتاز شاگرد اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ وائلڈ لائف کے صدر شائق احمد یحییٰ نے پرندوں کے ایک مشاہدہ کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے:

''ایک بار کیرالا کے پریار ٹائیگر ریزرو میں باربٹس چڑیا کے ایک جوڑے کا مشاہدہ کر رہا تھا، جو ایک درخت میں گھونسلہ بنائے ہوئے تھا۔ اس کے اوپر ایک سوراخ تھا، جس پر قبضہ کرنے کے لئے ایک دن دو قسم کی مینا اور ایک جوڑا کٹ کھودی چڑیا میں زبردست لڑائی ٹھن گئی۔ کل چھ چڑیا یعنی چار مینا اور دو کٹ کھودی کافی دیر تک لڑتی رہیں اور شور مچاتی رہیں۔ میں خاموشی سے اس دلچسپ لڑائی سے محظوظ ہوتا رہا۔ اتنے میں ایک جوڑا بلبل کا کہیں سے آ گیا اور خوب چہچہایا، اوپر نیچے اڑا اور چند منٹ کے اندر سارا ماحول پرسکون ہو گیا۔ ایسا لگا کہ بلبل کے جوڑے نے امن کمیٹی کے ممبر کا رول ادا کیا اور جھگڑے کو نپٹا دیا۔ پرندوں کی ایسی لسانی سمجھ کو کیا نام دیا جائے۔'' ۱۰

حضرت سلیمانؑ پرندوں سے سراغ رسانی کا کام لیتے تھے

پرندوں سے پیغام رسانی اور سراغ رسانی کا کام قدیم زمانہ سے لیا جاتا رہا ہے۔ ریل گاڑیوں، کاروں اور ہوائی جہاز جیسی تیز رفتار سواریوں سے پہلے پرندے، خاص طور پر کبوتر تیز رفتار پیغام رسانی کے لئے استعمال کیے جاتے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کے لئے پیغام رسانی کا کام ہدہد پرندہ انجام دیتا تھا۔ انھوں نے

ایک موقع پر جب پرندوں کا جائزہ لیا تو ہدہد غائب تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا: ''یا تو وہ اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ ظاہر کرے، ورنہ اسے سزا دی جائے گی، یا ذبح کردیا جائے گا''۔ پرندہ جب حاضر ہوا تو اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ یہ بتائی کہ وہ ملکِ سبا کی خبر لانے گیا تھا، جس پر ایک عورت حکومت کرتی ہے اور وہ سورج کی پرستار ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے اس خبر کی تصدیق کے لئے اسے ایک خط دے کر بھیجا کہ اسے ملکہ کو دیا جائے اور اس کے ردِّعمل سے مطلع کیا جائے:

اِذْهَبْ بِكِتٰبِي هٰذَا فَاَلْقِهِ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ (النمل:۲۸)	میرا یہ خط لے جا اور اسے ان لوگوں کی طرف ڈال دے، پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردِّعمل ظاہر کرتے ہیں۔

چناں چہ ہدہد خط لے کر گیا۔ جواب میں ملکہ نے پہلے اپنا سفیر تحفہ کے ساتھ بھیجا، پھر حضرت سلیمانؑ نے اس کا تخت منگوالیا اور وہ خود بھی حاضر خدمت ہوئی۔ اس قصہ کی تفصیل سورہ النمل میں موجود ہے۔

پرندوں نے فضائی فوج کا کارنامہ انجام دیا

حضرت محمد ﷺ کی ولادت سے پہلے یمن کا حکمراں ابرہہ اشرم خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کا لشکر لے کر جب مکہ مکرمہ میں گھسا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے پرندوں کا ایک لشکر بھیجا۔ یہ پرندے اپنی چونچ سے ہاتھیوں کے لشکر پر پتھر برساتے رہے، یہاں تک کہ ابرہہ کی فوج بھس کی طرح ڈھیر ہوگئی۔ اس واقعہ کو قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ، اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے ہاتھی والوں کا کیسا انجام کیا؟ کیا ان کی تدبیروں کو ناکام نہیں بنادیا؟ اور ان کے اوپر پرندوں کے جھنڈ کو بھیجا جو ان پر

سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ (سورہ الفیل) — سنگِ گل برسا رہے تھے، پھر ان فوجوں کو کھائے ہوئے بھس کی طرح ڈھیر کر دیا۔

مطلوبہ رویہ

ان آیات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بے محل ہوگا کہ قدرت کی تخلیق کے جو کرشمے ہمارے اردگرد پھیلے ہوئے ہیں ان میں عبرت وسبق آموزی کے ان گنت پہلو موجود ہیں جو ہر صاحبِ عقل وفہم کو تفکر وتدبر اور تحقیق وجستجو کی دعوت دیتے ہیں۔ پرندے بھی اسی کرشمۂ تخلیق کا حصہ ہیں، مگر بدقسمتی سے قدرت کے ان آثار کے متعلق ہمارا رویہ عملاً ان منکروں جیسا ہو گیا ہے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (یوسف:۱۰۵) — آسمانوں اور زمینوں میں کتنی ہی نشانیاں ایسی ہیں جن پر سے یہ لوگ گذرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے۔

آثارِ قدرت اور تحقیقِ الٰہی میں غور وفکر اور تدبر وتحقیق کی روایت ابھی تک ہمارے مذہبی معاشرہ میں کمزور ہے۔ خوش اعتقادی کے طور پر ہم ضرور کہتے ہیں کہ ہر چیز کا علم قرآن میں موجود ہے، مگر اس سے تحریک ورہنمائی حاصل کر کے آثارِ قدرت کی تحقیق و جستجو میں سرگرمِ عمل رہنا ہماری ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کلامِ الٰہی کے ان پہلوؤں پر غور وفکر کی تحریک عام کی جائے۔

حواشی ومراجع

۱۔ ڈاکٹر سالم علی، The Books of Indian Birds، ممبئی ۱۹۹۷ء
۲۔ عبدالرشید صدیقی، پرندوں کی نقلِ مکانی، ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور، جون ۲۰۰۱ء، ص ۵۳
۳۔ ڈاکٹر سالم علی، حوالہ سابق، ص xviii
۴۔ عبدالودود، مظاہرِ فطرت اور قرآن، لاہور؛ جون ۲۰۰۱ء

۵ عبدالرشید صدیقی، حوالۂ سابق، ص ۵۱

۶ ڈاکٹر سالم علی، حوالہ سابق، ص ۳۲۱

۷ ایضاً، ص xviii

۸ بخاری، کتاب العلم، باب ما یستحب للعالم اذاسئل: أی الناس أعلم؟ فیکل العلم الی اللہ

۹ ڈاکٹر سالم علی، حوالہ سابق، ص xxiv

۱۰ حافظ شائق احمد یحیٰی، پرندے اور ان کی خصوصیات، ماہنامہ تہذیب الاخلاق، علی گڑھ، نومبر ۲۰۰۳ء

وحدتِ ادیان کا نظریہ اور اسلام

مولانا سلطان احمد اصلاحی

جدید ہندوستان میں وحدتِ ادیان کو ایک فلسفہ کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے جس کی رو سے تمام مذاہب برحق اور منزلِ مقصود تک پہنچانے والے ہیں۔ اس طرح اس کے ذریعے بندگانِ خدا کو اسلام جیسے سچے اور اللہ کے آخری دین سے دور رکھنے کی دانستہ یا نادانستہ طور پر کوشش کی جاتی ہے۔ اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس فلسفہ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں مصنف نے اس فلسفہ کے پس منظر اور اس کے مضمرات سے بحث کی ہے، اور دوسرے باب میں اس کا بطلان واضح کرتے ہوئے اسلام کی حقانیت کو بدلائل ثابت کیا ہے اور احترام مذہب کے صحیح مفہوم کی نشان دہی کی ہے۔

آفسیٹ کی حسین طباعت، جاذب نظر ٹائٹل، صفحات: ۱۹۲ قیمت =/۴۰ روپے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵